

(مولانا) محمد یوسف خان  
استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

## آج کا خطبہ

جائز طریقوں کے ذریعہ کمانے سے برکت ہوتی ہے

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ

تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا (29)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو (تو ہو جائز ہے)، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقین جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔

عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم و کثرۃ

الحلف فی البیع فانہ ینفق ثم یمحق (رواہ مسلم)

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم خرید و فروخت کے وقت

زیادہ قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ قسمیں سودے زیادہ بننے اور اس کے رواج کا ذریعہ بنتی ہیں پھر برکت کو مٹا دیتی ہیں۔

تجارت ایسا بابرکت اور باعزت پیشہ ہے جسے نبی کریم ﷺ نے اختیار فرمایا اور بعثت سے پہلے

بارہ سال تک اس پیشہ کو عزت بخشے رکھی۔ نبوت سے پہلے آپ ﷺ کی شہرت کی ایک اہم وجہ معاملات کی

صفائی اور سچائی بھی تھی جو آپ ﷺ کے ساتھ تجارتی معاملات کرنے والوں نے دیکھی، یہاں تک کہ

صادق و امین کا لقب پایا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں سچے اور ایماندار تاجر کو قیامت کے دن عزت و اکرام کی خوشخبری سنائی اور خود آپ ﷺ نے اپنے آپ کو اعتماد کا اعلیٰ ترین نمونہ بنا کر امت کے سامنے رکھا اور پھر انسان کو سکھایا کہ کن امور کو اختیار کرنے سے تجارت میں اعتماد حاصل کیا جاسکتا ہے، اور کن باتوں کے اختیار کرنے سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ عام لوگ صرف وقتی فائدہ کی خاطر گاہک کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے جو ناپسندیدہ طریقے اختیار کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ان کی بھی نشاندہی فرمائی چنانچہ اس میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ گاہک کو اعتماد میں لینے کے لئے قسم کھائی جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ تم خرید و فروخت کے وقت زیادہ قسمیں نہ کھایا کرو، کیونکہ اس سے سیل تو بڑھ جاتی ہے، سامان کی سیل زیادہ ہو جاتی ہے لیکن برکت ختم ہو جاتی ہے۔

عام طور پر خرید و فروخت کے وقت مختلف انداز میں قسمیں کھائی جاتی ہیں کبھی قسم کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز امپورٹڈ ہے، فلاں ملک کی بنی ہوئی ہے، اور کبھی اس کے بارے میں قسم کھائی جاتی ہے کہ یہ چیز ہم نے اتنے میں خریدی ہے۔ یا مینوفیکچر یعنی مال بنانے والے کو ادائیگی کے وقت قسم دے کر کہا جاتا ہے کہ سیل بالکل بند ہے، کاروبار مندا چل رہا ہے کہاں سے ادائیگی کریں۔

اب اگر یہ باتیں غلط ہوں تو پھر جھوٹ کا بھی گناہ ہوگا اور جھوٹی قسم کھانے کا بھی گناہ ہوگا۔ صرف اپنا سامان بیچنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا کتنا بڑا گناہ ہے، اس کا اندازہ اس ارشاد نبوی ﷺ سے ہوتا ہے جو حضرت ابو ذرؓ سے صحیح مسلم میں منقول ہے، فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلَمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَزْكِيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ.

یعنی تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ان سے کلام کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاکیزہ بنائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

حضرت ابو ذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں یہ تو بڑی رسوائی اور گھٹاپا پانے والے

ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تکبر سے کپڑا لٹکانے والا، دوسرا احسان جتانے والا اور تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسموں کے ذریعہ اپنا سامان بیچتا ہو۔

لیکن اگر خرید و فروخت کے وقت سچی قسم کھائی جائے تو بالکل درست ہے، اور اگر قسمیں کھانے کی عادت بنالی جائے تو اسلامی قانون تجارت میں منافع زیادہ کرنے کی خاطر اور سامان کو جلدی بیچنے کے لئے قسمیں کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔

ایسی قسموں سے اگرچہ بظاہر سامان تجارت کی سیل جلد ہو جاتی ہے لیکن اس سے تجارت کی برکات حاصل نہیں ہوتیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی ﷺ ارشاد منقول ہے:

الْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلسَّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ

قسم کھانے سے سیل جلدی اور زیادہ ہو جاتی ہے مگر یہ تجارت کی برکت کو مٹا دیتی ہے۔

جب انسان کے مال میں برکت ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ ایک کماتا ہے، سارا گھر کھاتا ہے، بیوی بچوں کی طرف سے سکون نصیب ہوتا ہے، دکھ، پریشانیاں ہر انسان کو آتی ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت ساتھ ہوتی ہے تو ان مشکلات میں بھی دل کا سکون ختم نہیں ہوتا۔

باقی رہی یہ بات کہ آخر تا جر سیل بڑھانے کے لئے قسموں کا سہارا کیوں لیتا ہے، تو اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ ہر تا جر کی ایک فطری خواہش ہوتی ہے کہ میں گاہک کا اعتماد حاصل کروں اس لئے وہ قسمیں کھانے کا طریقہ بھی استعمال کرتا ہے۔

لیکن رسول اکرم ﷺ نے تجارت میں باہمی اعتماد حاصل کرنے کے لئے بنیادی طور پر دو اصول عطا فرمائے ہیں سچائی اور دیانتداری اس لئے جو تا جر اپنے حلقہ میں دیانتدار نہ تجارت کی کوشش جاری رکھتا ہے اس کا بزنس میں ایک مقام ہوتا ہے اور گاہکوں میں وہ اعتماد کا نشان ہوتا ہے۔

اس لئے اگر تجارت میں اسلامی اصولوں کو اپنایا جائے تو تجارت صرف دنیوی مال و دولت کے حصول کا

ذریعہ نہیں رہتی بلکہ تجارت میں لگنے والا ہر قابل اعتماد سچا اور دیانتدار تاجر، امت مسلمہ کی خیر خواہی کا ذریعہ بنتا ہے۔ چنانچہ قرون اولی کے وہ مسلمان جو تجارت کے پیشے سے منسلک ہو کر پوری دنیا میں پھیلے، دیانتداری اور ان کے کریمانہ اخلاق کی وجہ سے جس خطہ سے یہ تاجر گزرے وہاں کی آبادیاں آج بھی مسلمان ہیں۔

در بند کی بندرگا ہیں، بمبئی، سیلون، کراچی اور ہندو چین کے شہروں میں جہاں جہاں سے مسلمان تاجروں کے تجارتی قافلے گزرے وہاں کی آبادیاں آج بھی مسلمان ہیں، چنانچہ چین اور کوریا کی ان آبادیوں میں آج تک مسلمان موجود ہیں۔ ان تجارتی راہوں پر باعمل مسلمان تاجروں کی لین دین کے معاملہ میں صفائی اور ان کے کردار کی عظمت نے ان خطوں میں قبولیت اسلام کے دروازے کھول دیئے۔

اللہ رب العزت ہمیں تجارت میں دیانتداری اور سچائی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے اور جن سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

اے اللہ! ہم سب کو رزق حلال عطا فرما اور ہم سب کے رزق میں برکت نصیب فرما! آمین

یا رب العالمین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین